فقہ الحدیث

پروفیسر ساجد میر ایم اے

مسائل طہارت

اَلسُّؤر ـــــ جوٹھی اشیاء کے مسائل

گذشتہ اشاعت میں پانی کی طہارت و پاکیزگی کے کچھ مسائل بیان ہوئے تھے۔ موجودہ قسط ایک لحاظ سے اس کا تتمہ ہے ـــــ پانی کی اقسام کے سلسلے میں ایک قسم "مستعمل پانی" کا ذکر ہو چکا ہے اس کی تعریف یہ بتلائی گئی تھی ---------

لیکن اگر پانی وغیرہ کے کسی برتن یا حوض سے کوئی شخص وضو یا غسل کرنے کی بجائے اس کا ایک حصہ پی لے اور ایک حصہ بدستور برتن میں رہنے دے تو اصطلاح میں اسے استعمال شدہ پانی نہیں بلکہ جوٹھا پانی کہا جائے گا۔ فقہ السنہ میں ہے:

اَلسُّؤْرُ هُوَ مَا بَقِيَ فِي الْإِنَاءِ بَعْدَ الشُّرْبِ ۔ پینے کے بعد جو کچھ برتن میں بچ رہے وہ جوٹھ ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ آیا ایسے پانی سے طہارت (غسل، وضو، استنجاء وغیرہ) جائز و درست ہے۔ اس کا جواب تفصیل طلب ہے اور اس کے لیے جوٹھ کی مختلف اقسام سمجھنا پڑیں گی۔

۱۔ مسلمان کا جوٹھا

مسلمان، مرد ہو یا عورت، اس کا پس خوردہ اور جوٹھا پانی پاک ہے خواہ وہ جنبی ہو اور اسے غسل کی حاجت ہو اور خواہ عورت حائضہ ہو۔ حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں[۱] کہ ایک مرتبہ راہ چلتے ہوئے اچانک میرا سامنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ اس وقت مجھ پر شرعاً غسل واجب تھا اور میں ابھی نہایا نہ تھا۔ اس لیے میں راستہ سے کترا کر نکل گیا۔ دوبارہ ملاقات ہوئی تو آپ نے پوچھا تم کدھر چلے گئے تھے؟ میں نے عرض کیا:

---

[۱] ۱: ۴۳ صحیح بخاری

كُنْتُ جُنُبًا فَكَرِهْتُ اَنْ اُجَالِسَكَ　　میں جنبی تھا لہٰذا میں نے آپ سے میل جول اور آپ کی مجالست اس حالت میں پسند نہ کی

آپ نے فرمایا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ! اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ　　واہ! مومن بذات خود (انسان) ناپاک نہیں ہوتا۔

آپ کے ان الفاظ سے معلوم ہوا کہ اس حالت میں بھی اگر کوئی پانی وغیرہ پیئے تو بقیہ ناپاک نہیں ہو جاتا۔

اسی طرح حضرت عائشہؓ[1] فرماتی ہیں:

كُنْتُ اَشْرَبُ وَاَنَا حَائِضٌ فَاُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِيَّ　　میں حالت حیض میں کسی برتن میں سے پیتی اور پھر وہ برتن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑا دیتی۔ آپ نہ صرف اس سے پیتے بلکہ (از راہِ محبت) اپنا منہ برتن کے اسی مقام پر لگاتے جہاں سے میں نے پیا ہوتا

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حائضہ کا جوٹھا بھی پاک ہے۔

بعض لوگ اس سلسلہ میں بڑا تشدد کرتے ہیں اور نہ صرف حیض کے ایام میں بلکہ عام حالت میں بھی خاوند کو بیوی کے جوٹھے سے "پرہیز" کرائی جاتی ہے۔ اس کا کوئی جواز نہیں۔ ضمناً اس حدیث سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حسنِ معاشرت اور ازواجِ مطہرات سے آپ کا مشفقانہ و محبت بھرا سلوک بھی ظاہر ہوتا ہے۔

۲۔ کافر کا جوٹھا

کافروں اور مشرکوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے[2]:

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ　　مشرک نجس و ناپاک لوگ ہیں۔

بعض لوگ اس آیت سے ظاہری نجاست مراد لیتے ہوئے مشرک و کافر کے جوٹھے کو ناپاک قرار دیتے ہیں۔ امام ابن حزمؒ[3] نے اس آیت کے علاوہ مذکورۃ الفوق حدیث "اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ" کے مفہوم مخالف سے استدلال کرتے ہوئے یہاں تک لکھا ہے کہ:

---

[1] صحیح مسلم [2] سورۃ التوبہ [3] المحلی ۱: ۱۳۰

"اگر کسی مسلمان کے نکاح میں کتابیہ (اہل کتاب) عورت ہو تو وہ اپنے کپڑوں اور بدن کو اس کے پسینہ، لعاب اور آنسوؤں وغیرہ سے بچائے کیونکہ یہ اس کے بدن سے خارج ہوتے ہیں اور اس کا بدن ناپاک ہے۔ اگر ان میں سے کوئی چیز اسے لگ جائے تو ناپاک سمجھ کر دھو ڈالے۔"

مگر خدا کے دین میں اس قدر سختی قرین فہم معلوم نہیں ہوتی۔

یہ تو کافر و مشرک کی عمومی نجاستِ بدنی سے متعلق بات تھی۔ جہاں تک ان کے جوٹھے کا تعلق ہے اس کے متعلق امام صاحب اپنے مخصوص "ظاہری" انداز میں لکھتے ہیں [1]

وَسُؤْرُ کُلِّ کَافِرٍ......... إِذَا لَمْ یَظْهَرْ هُنَالِكَ لِلُعَابِ مَا یُؤْکَلُ لَحْمُهُ أَثَرٌ فَهُوَ طَاهِرٌ حَلَالٌ حَاشَا مَا وَلَغَ فِیْهِ الْکَلْبُ وَالْهِرُّ

حاصل اس کا یہ ہے کہ کافر و مشرک کا لعابِ دہن تو ناپاک ہے لیکن اگر اس کے جوٹھے میں اس کے لعاب کا اثر ظاہر نہ ہو تو جوٹھا پاک ہے! کھانے کا جوٹھے کی آمیزش سے بچے رہنا تو کسی حد تک سمجھ میں آتا ہے مگر پانی وغیرہ کا جوٹھا اس آمیزش سے کس طرح بچ سکتا ہے؟ اس کی کوئی تسلی بخش وضاحت امام صاحب نے نہیں فرمائی۔

ابن رشدؒ نے ظَاهِرُ الْکِتَابِ أَوْلٰی أَنْ یُتَّبَعَ (کتاب اللہ کے ظاہر الفاظ کی پیروی کرنا زیادہ مناسب ہے) کے اصول کے پیش نظر مشرک کے جوٹھے کو ناپاک سمجھنے ہی کو ترجیح دی ہے اور جو لوگ اس کے برعکس رائے رکھتے ہیں۔ ان میں سے بھی بعض کا ایک مسلک یہ لکھا ہے کہ [2]

"مشرک کا جوٹھا ناپاک تو نہیں مگر مکروہ ہے اور اس سے بچنا افضل ہے۔" إِذَا کَانَ یَشْرَبُ الْخَمْرَ جب کہ وہ شراب پیتا ہو۔

مگر فقہ السنہ میں مشرک کا جوٹھا پاک ہونے کی ایک بڑی عام فہم دلیل دی گئی ہے:

وَأَمَّا قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی (إِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ) فَالْمُرَادُ بِهٖ نَجَاسَتُهُمُ الْمَعْنَوِیَّةُ مِنْ جِهَةِ إِعْتِقَادِهِمُ الْبَاطِلِ وَعَدَمِ تَحَرُّزِهِمْ مِنَ الْأَقْذَارِ وَالنَّجَاسَاتِ لَا أَنَّ أَعْیَانَهُمْ وَأَبْدَانَهُمْ نَجِسَةٌ"

---

[1] المحلی ۱۳۲ [2] بدایۃ المجتہد ۱: ۲۰ [3] ایضاً ۱: ۲۸ [4] ایضاً ۱: ۳۳

وَقَدْ كَانُوْا يُخَالِطُوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَتَرِدُ رُسُلُهُمْ وَوُفُوْدُهُمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَدْخُلُوْنَ مَسْجِدَهٗ وَلَمْ يَأْمُرْ بِغَسْلِ شَيْءٍ مِمَّا أَصَابَتْهُ أَبْدَانُهُمْ

خلاصہ یہ کہ سورہ توبہ کی بحولہ بالا آیت میں نجاست سے مراد مشرکین کے عقیدہ کی معنوی نجاست مراد ہے۔ ان کے بدن کی ظاہری نجاست نہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وہ مسلمانوں سے ملتے جلتے، اور ان کی مساجد (آیت اترنے کے بعد مسجد حرام میں نہیں) میں آتے جاتے تھے اور آپ سے یہ ثابت نہیں کہ آپ نے کبھی ان اشیاء کو دھونے کا حکم دیا ہو جن سے مشرکوں کے اجسام مس کرتے اور لگتے تھے۔

اس مؤثر دلیل کے پیش نظر درست یہی معلوم ہوتا ہے کہ مشرک کے جوٹھے کو بھی شرعاً پاک سمجھا جائے، البتہ تعارضِ ادلہ کے پیشِ نظر اسے مکروہ جانتے ہوئے اس سے اجتناب کو افضل قرار دیا جائے۔

۳۔ ماکول اللحم جانور کا جوٹھا

ماکول اللحم جانور وہ ہے جس کا گوشت کھانا حلال و جائز ہو۔ ایسا جانور یا پرندہ طاہر و طیّب ہے اور اس کا جوٹھا پاک ہے۔ ابن حزمؒ لکھتے ہیں: [۱]

كُلُّ حَلَالٍ فَهُوَ طَيِّبٌ وَالطَّيِّبُ لَا يَكُوْنُ نَجِسًا — ہر حلال جانور طیب و پاکیزہ ہے اور اس لحاظ سے وہ خود یا اس کا جوٹھا نجس نہیں۔

۴۔ دیگر جانوروں اور پرندوں کا جوٹھا

جن جانوروں کا گوشت کھانا حلال نہیں۔ ان کا جوٹھا بھی (باستثنائے کلب و خنزیر) پاک ہے۔ خواہ وہ جنگلی درندے ہوں یا گدھے اور خچر کی قسم کے جانور اور خواہ مختلف قسم کے پرندے۔ یہ بھی دراصل دین و شریعت کی وسعت و آسانی کا ایک ثبوت ہے۔

اگر کسی مسافر کا گزر ایسے جوہڑ وغیرہ پر سے ہو جہاں سے جنگلی درندے پانی پیتے ہوں تو وہ ضرورت پڑنے پر بلا تامل اس سے وضو وغیرہ کر سکتا ہے۔ حدیث میں ہے [۲]

لَهَا مَا حَمَلَتْ فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَنَا مَا — درندہ وغیرہ جو پی جائیں، پی جائیں، بقایا پینے

---

[۱] المحلی ۱: ۱۲۹ [۲] رواہ الدار قطنی عن ابن عمر و لہ شواھد فی البیھقی و الموطا

بَقِیَ شَرَابٌ وَّطَهُوْرٌ اور دھونے کے کام آسکتا ہے

امام ابوحنیفہؒ نے درندوں اور گدھے وغیرہ کے جوٹھے پانی کے متعلق عدم طہارت کا فتوٰے دیا ہے مگر حدیث کی روشنی میں وہ معتبر نہیں۔

بلّی کا جوٹھا بھی انہیں جانوروں کے جوٹھے سے ملحق اور پاک ہے۔ ویسے اس کے متعلق الگ حدیثؒ بھی ہے جس میں ایک صحابی کا بلّی کے جوٹھے پانی سے وضو کرنا مذکور ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے

اِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ بلّی نجس جانور نہیں ہے۔

۵۔ خنزیر اور کتا

اب تک جوٹھی اشیاء کی جو اقسام بیان ہوئی ہیں۔ وہ سب پاک اور مطہر ہیں۔ مگر سُوَر اور کتے کا جوٹھا ناپاک ہے۔ قرآن وحدیث کی معروف تصریحات کے پیش نظر سُوَر کا جوٹھا پاک نہ ہونے پر تو اتفاق ہے مگر ایک روایت کے مطابق[۳] امام مالکؒ نے کتے کے جوٹھے کے ناپاک ہونے سے اختلاف کیا ہے۔ تاہم یہ اختلاف معتبر نہیں۔ کیوں کہ حدیث[۴] میں ہے:

اِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ اگر کتا کسی برتن سے پیئے تو اسے سات مرتبہ
فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا دھونا چاہیے۔

"سات مرتبہ" کی قید پر بحث تو آئندہ انشاء اللہ "تطہیر نجاسات" کے ضمن میں آئے گی۔ یہاں اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ دھونے کے حکم میں اس تاکید ومبالغہ سے ظاہر ہوا کہ کتے کا جوٹھا ناپاک ہے۔

اعتذار

محترم قارئین کرام! دیگر مضامین کی وجہ سے روس میں مسلمانوں پر کیا گزری؟ کی قسط اس دفعہ شامل اشاعت نہیں کی جا سکی۔ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ادارہ)

---

[۱] المحلّٰی ۱: ۱۲۹ [۲] صحیحین وغیرہ عن کبشۃ بنت کعب [۳] نیل الاوطار ۱: ۴۶ [۴] صحیحین عن ابی ہریرہؓ